

ملا ملک یوسف زلی، بینگورہ میں پیدا ہوئی۔ سو اس میں واقع یہ چھوٹا سا شہر درمیانے درجہ کا سیاحتی مرکز ہے۔ 1997ء میں یوسف زلی کے گھر پیدا ہونا ایک ادنیٰ قادر تی عمل تھا۔ معمولی خیانت کے ایک بیچر کے ہاں پیدا ہونے میں بھلا کیا بڑائی ہے۔ وہ بھی ایک پرائیوریت سکول چلانے والا شخص جو بچوں کی تعلیم کے معاملے میں حد درجہ سنجیدہ تھا۔ ویسے پیدا ہونے کے لئے ستر کافشن یا جاتی امر اجسے پوشل ایڈر لیس بہترین ہیں۔ کسی بھی الیتی محنت اور کوشش کے ہر دنیاوی نعمت اور اقتدار آپ کو وراشت میں مل جاتا ہے۔ مگر ملا ملک اس معاملہ میں بالکل خوش قسمت نہیں تھی۔ خوشحال سکول اور کالج تو یوسف زلی چلاتا تھا۔ اور یہیں سے ملا ملک اپنی تعلیم شروع کی۔ یہ درسگاہ بھی کسی اعتبار سے بھی اعلیٰ نہیں کہی جاسکتی۔ 2007ء میں مولانا فضل اللہ نے سو اس پر اپنے شدت پسند گروہ کا تسلط قائم کر لیا۔ ابتدائی احکامات میں بچوں کے سکول بند کرنا، خواتین کو زندگی کے ہر میدان سے باہر نکالنا شامل تھے۔ ملا ملک اب گیارہ برس کی تھی۔ کیم ستمبر 2008ء کو یوسف زلی اپنی بیچی کو پر لیں کلب پشاور لے گیا۔ وہاں اس بیچی نے اپنی زندگی کی پہلی تقریر کی۔ لب لباب یہ تھا کہ طالبان کیسے اور کیونکر بچوں سے تعلیم حاصل کرنے کا حق چھین سکتے ہیں۔ تقریر پورے پاکستانی پر لیں میں شائع ہوئی۔ اچانک ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس نے ملا ملک پر قسمت کے کئی درکھول دیئے اور ساتھ بد قسمتی کے کئی غار بھی کھوڑا لے۔ بی بی سی کو اتنا پسندوں کے زیر تسلط رہنے والے ایسے انسانوں کی ضرورت تھی جو ان کے ادارے میں رپورٹنگ کا کام کر سکیں۔ چنانچہ ملا ملک نے بی بی اردو کے لئے لکھنا شروع کر دیا۔ ”گل بھی“ کے قلمی نام سے جنوری 2008ء سے مارچ تک پہنچیں بلاؤ لکھے۔ اسی اثناء میں فضل اللہ کے گروہ نے سو اس میں ایک سو بچوں کے سکول بم سے ازادیے۔ ان دھماکوں کے عین درمیان یہ بیچی اردو میں بلاؤ لکھتی رہی۔ اس کا محور صرف ایک تھا کہ دہشت گردوں کو بچوں کی تعلیم کے قانونی حق سے محروم کرنے کا کوئی اختیار نہیں۔ یہ وہی وقت تھا جب دہشت گرد پاکستانی شہریوں کو سو اس کے چوکوں میں ذبح کر رہے تھے۔ مگر ملا ملک اجراۓ بغیر مقامی اور بین الاقوامی میڈیا میں کھل کر شدت پسندوں کے خلاف باتیں کرتی تھی۔ تھوڑے سے عرصے میں اکثر لوگ اسے جاننا شروع ہو چکے تھے۔

2011ء میں ملا ملک کو پاکستان کا نیشنل یو تھا من ایوارڈ دیا گیا۔ اسی سال اسے ڈیمنڈ ٹو ٹو من انعام بھی دیا گیا۔ یہ صورت اپنیا پسندوں کے لئے ناقابل قبول تھی۔ کہاں جتاب فضل اللہ جیسا ”جهادی لیڈر“ اور کہاں بارہ برس کی بے عقل بیچی! چنانچہ فیصلہ ہوا کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ ملا ملک کو سکول سے واپسی پر اپنیا پسندوں نے ویگن سے نکال کر سر میں گولی ماری۔ انہیں یقین تھا کہ وہ مر چکی ہے۔ مگر خدا کی قدرت کے سامنے سب بے بس ہیں۔ پاک فوج اس وقت تک سو اس پہنچ چکی تھی۔ فوجی ہیلی کا پڑ کے ذریعے ملا ملک کوی ایم ایچی پہنچایا گیا۔ عسکری ڈاکٹروں کی بروقت سرجی سے ملا ملک گئی۔ بی بی سی نے یہ معاملہ بین الاقوامی سطح پر اجاگر کیا۔ اور اسی ادارے کے تعاون سے ملا ملک کو علاج کے لئے بریگیم لے جایا گیا۔ ملا ملک پر حملہ دنیا کے تمام میڈیا نے پوری قوت کے ساتھ پیش کیا۔ برطانیہ میں کافر ڈاکٹروں کے حد درجہ عمدہ علاج کی بدولت ملا ملک، ”معجزاتی طور پر زندگی میں واپس آگئی۔ ایک گولی نے اسے بین الاقوامی شخصیت بنادیا۔ دوبارہ زندگی ملنے کے بعد ملا ملک نے اپنے آپ کو تعلیم کی ترویج کے لئے وقف کر دیا۔ ایک منزل سے دوسری منزل طے کرتی ہوئی ملا ملک 2016ء میں نوبل پرائز برائے امن سے نوازی گئی۔ 2013ء سے لے کر اب تک ملا ملک دنیا کی اہم ترین شخصیات میں شامل ہو چکی ہے۔ صدور وزراء عظیم اسے ملنا اعزاز کی بات سمجھتے ہیں۔ ملا ملک سرپرداوپہ لیتی ہے۔ اکثر ویژت مشرقی لباس پہنتی ہے۔ اور اس کے گھر کا ماحول حد درجہ پشتوں اور نہ بھی ہے۔

چھوڑنے سے پاکستان میں ایک بحث شروع ہو چکی ہے۔ جس میں آس فورڈ پر لیں نے پنجاب کی انصابی کتابوں میں ملا ملک یوسف زلی کو ایک پاکستانی اہم اور متاثر کن شخصیت کے طور پر پیش کیا۔ یہ معاملہ جب نیکست بک بورڈ میں گیا تو بعض وجوہات کی بنا پر تصویر فوری طور پر ہٹا دی گئی۔ تجسس میں آکر سو شل میڈیا پر ایک سوال کیا کہ کیا واقعی ملا ملک یوسف زلی اتنی اہم ہے کہ اس کی تصویر ہماری انصابی کتابوں میں چھپ سکے؟ چو میں گھنٹوں میں جو جواب آئے، اس سے حیرت زدہ رہ گیا۔ اکثریت نے کہا کہ ملا ملک کو نوبل پرائز غلط ملا ہے۔ یہ ہندووی یہودی سازش کا شاخانہ ہے۔ جب عرض کی کہ نوبل پرائز کمپنی پر کسی حکومت کا کوئی کنش روں نہیں ہے۔ اور وہ آزادانہ فیصلے کرتی ہے۔ تو پھر اس طرح کے پیغامات آنے شروع ہو گئے کہ دراصل یہ لڑکی غدار ہے۔ ملک دشمن ہے۔ غیر ملکی طاقتوں کی ایجنت ہے۔ اس کا ہمارے معاشرے میں کوئی مقام نہیں۔ اسے تونشان عبرت بنادینا چاہیے۔ ایک صاحب نے لکھا کہ ملا ملک کو واپس پاکستان بلا کر قرار واقعی سزا ملنی چاہیے۔ جب گزارش کی کہ آپ درست فرمادے ہیں۔ مگر میرے جیسے جاہل کو یہ تو بتا دیجئے کہ ملا ملک کا جرم کیا ہے۔ تاکہ اس جرم کی نسبت سے سزا دی جائے۔ اس کے بعد اس موصوف نے کسی قسم کا کوئی رد عمل نہیں دیا۔

یہاں ضرور لکھوں گا کہ ذاتی طور پر ملا ملک کی کئی باتوں سے متفق نہیں ہوں۔ بلکہ سمجھتا ہوں کہ اسے ہماری سماجی اور نہ بھی روایات کے بر عکس کوئی بات نہیں کرنی چاہیے تھی۔ مگر ساتھ ہی ذہن میں یہ بھی سوال پیدا ہوا کہ وہ تو اب مغرب میں رہ رہتی ہے۔ لازم ہے کہ برطانیہ کی اخلاقی اور فکری اقدار ہمارے معاشرے سے مختلف ہیں اور مغرب میں رہ کر انسان کی شخصیت پر بہر حال مقامی فکر کی دھوپ یا چھاؤں تو پڑتی ہے۔ انسان بہر حال انسان ہی تو ہے۔ کمزور اور ناتوان۔ اور ملا ملک تو بہر حال صنف ناٹک میں شامل ہے۔ انصابی کتابوں میں ملا ملک کی تصویر چھاپنے کی کوشش حد درجہ غلط ہے؟۔ کیونکہ وہ تو پاکستان سے ہی نہیں؟ اسے سر میں گولی ماری ہی نہیں گئی؟ اور ہاں ہمارے ملک میں نوبل پرائز حاصل کرنے والوں کی تعداد سینکڑوں میں ہے؟ صورت حال تو یہ ہے کہ نوبل پرائز قبول فرمائیں۔ مگر وہ عظیم پاکستانی نوبل پرائز کمپنی کے ممبران کو ڈاٹ کر کہتے ہیں کہ تمہاری اتنی جرأت کہ ہمارے جیسے شان دار قائدین کو نوبل پرائز جیسے گھٹیا انعام سے نواز نے کی کو شش کرتے ہو؟ نیکست بک بورڈ نے بالکل درست کیا کہ ملا ملک کی تصویر ہنودی؟ میر امشورہ ہے کہ چلیے ملا ملک کو تو آپ نے کوئی عزت نہیں دی۔ مگر ان دہشت گردوں کے متعلق ایک فقرہ تو نصاب میں درج کر دیجئے کہ ان جیسے ”سورماوں“ نے ہمارے اسی ہزار لوگ شہید کیے ہیں۔ ملا ملک تو غدار ہے اور غدار ہی رہے گی؟